70

بعض دینی احکام کی حکمت

(فرمودہ ۲۷ جون ۱۹۲۴ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

ابھی موذن نے اذان دی ہے۔ اور اس اذان میں بلند آواز سے کچھ فقرات کہے ہیں۔ یہ اذان کوئی نئی اذان نہیں۔ آج ہی یہ الفاظ ہمارے کان میں نہیں پڑے' بلکہ جب سے ہم مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وقت سے یہ الفاظ ہمارے کانوں میں پڑتے چلے آئے ہیں حتّٰی کہ جب مسلمانوں کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے' تو حکم ہے کہ پیشتر اس کے کہ اسے کوئی چیز کھلائی جائے۔ اس کے دائیں کان میں اذان کہی جائے' اور بائیں کان میں اقامت' تو ایک مسلمان کے کان میں پیدا ہوتے ہی اذان کے کلمات پڑتے ہیں۔ اور آج جو الفاظ ہم نے سنے ہیں۔ وہ کوئی جدید نہیں' بلکہ انہی کی تکرار ہے' جو پیدائش کے وقت سے سنتے ہیں' مگر سوال یہ ہے کہ یہ الفاظ کیوں کہے جاتے ہیں' اور ان میں کیا حکمت ہے۔

اس کے متعلق بہت لوگ کہہ دیں گے کہ یہ اس لئے کہے جاتے ہیں کہ نماز کے لئے لوگوں کو بلایا جائے۔ یہ سن کر لوگ نماز پڑھنے کے لئے آئیں لیکن سوال یہ ہے' کہ ان الفاظ میں بلانے کی کیا ضرورت ہے کیوں نہ ایک آدمی کھڑا ہو جاتا' جو لوگوں کو کہتا' نماز کے لئے آؤ۔ یا کیوں نہ ڈھول بجا دیا جاتا جس سے لوگوں کو نماز کے وقت کی اطلاع ہو جاتی۔ یا کیوں نہ کسی بلند جگہ پر آگ جلا دی جاتی جسے دیکھ کر لوگ نماز کا وقت معلوم کر لیتے یا کیوں نہ ناقوس بجا دیا جاتا۔ جس سے لوگ نماز کے وقت کا اندازہ کر لیتے۔ یا کیوں نہ گھنٹی بجا دی جاتی جس سے نماز کے وقت کا پتہ لگ جاتا۔ ان سب کو چھوڑ کر یہ الفاظ کیوں اختیار کئے گئے۔ اس میں ضرور کوئی حکمت ہونی چاہیئے۔ اور جب تک ہم اس حکمت کو نہیں سمجھتے۔ اذان کی حکمت سے غافل ہیں۔ مگر میں دیکھتا ہوں' بہت لوگ پانچ وقت اذان

سنتے ہیں، مگر خیال نہیں کرتے، کہ اس میں کیا سبق ہے، حالانکہ اذان میں بہت سی حکمتیں ہیں، جو میں نے پہلے بیان کی ہیں۔ اور آج ایک اور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

دیکھو پہلے مؤذن زور سے اللہ اکبر کہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا ہے، پھر رسالت کا اقرار کرتا ہے، پھر **حیّ علی الصلوٰۃ** کہتا ہے کہ اے لوگو! نماز کی طرف آؤ۔ نماز کی طرف آؤ، پھر **حیّ علی الفلاح** کہتا ہے۔ کہ اے لوگو کامیابی کی طرف آؤ، پھر عجیب بات ہے دوبارہ اذان کہنے لگتا ہے۔ یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہے۔ اب سوچنا چاہیئے، کہ یہ خاص الفاظ کیوں رکھے گئے اور اس ترتیب سے کیوں رکھے گئے ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ جب موذن اذان شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہتا ہے تو پھر خاتمہ پر کیوں انہی الفاظ کو دہراتا ہے۔ اس کے جواب میں بہت لوگ کہیں گے کہ دوبارہ کہنے میں تکرار ہے۔ اور پہلے ہی الفاظ کو دہرایا گیا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس تکرار میں حکمت کیا ہے۔ الفاظ کے لحاظ سے کوئی توازن قائم نہیں ہوتا کہ اس کے لئے تکرار ہو۔ مضمون کے لحاظ سے کوئی نئی بات نہیں مضمون وہی ہے، جو پہلے تھا، پھر تکرار کیوں؟

اس کے لئے جب ہم اذان کو دیکھتے ہیں۔ تو ایک لطیف حکمت اس تکرار میں پائی جاتی ہے۔ موذن توحید اور رسالت کا اقرار کرنے کے بعد **حیّ علی الصلوٰۃ** کہتا ہے کہ نماز کی طرف آؤ پھر **حیّ علی الفلاح** کہتا ہے کہ کامیابی کی طرف آؤ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ نماز کامیابی کی جڑ ہے۔ کیونکہ پہلے کہا کہ نماز کی طرف آؤ پھر کہا کہ کامیابی کی طرف آؤ اس سے پتہ لگا کہ ایک کامیابی کے متلاشی روحانیت کے دلدادہ اور خدا سے تعلق پیدا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ کامیابی چاہتا ہے تو نماز پڑھے اور نماز باجماعت پڑھے۔ کیونکہ اگر نماز باجماعت کی شرط کامیابی کے لئے ضروری نہ ہوتی تو مؤذن **حیّ علی الصلوٰۃ** نہ کہتا بلکہ یہ کہتا کہ پڑھ لو پڑھ لو۔ تو یہ الفاظ ہی بتلاتے ہیں کہ مسجد میں بلایا جاتا ہے اور باجماعت نماز پڑھنے کے لئے بلایا جاتا ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیونکر نماز باجماعت پڑھنے میں کامیابی ہے۔ اس کا جواب آگے دیا ہے۔ اور وہ یہ کہہ کر **اللہ اکبر، اللہ اکبر** یہ تکرار کے لئے نہیں لایا گیا۔ بلکہ نئے مضمون کا اظہار کیا گیا۔ پہلی دفعہ جب موذن اللہ اکبر کہتا ہے تو اپنے عقیدہ کا اظہار کرتا ہے اور اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور جب یہ اقرار کرلیتا ہے۔ تو یہ حکم سناتا ہے کہ نماز کے لئے آؤ۔ اور آگے بتاتا ہے۔ کہ اگر نماز باجماعت ادا کرو گے۔ تو کامیابی ہو گی کیوں ہو گی باجماعت نماز کا نتیجہ یہ ہو گا کہ خدا کی بڑائی ظاہر ہو گی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور بڑائی سے کامیابی ہوتی ہے۔ اور اگر خدا

تعالیٰ کی توحید اور بڑائی سے کامیابی ہوتی ہے۔ اور اگر خدا تعالیٰ کی توحید اور بڑائی نہ ہو۔ تو کوئی کامیابی نہیں۔ روحانی طور پر تو یہ بات صاف ہی ہے کہ وہی انسان روحانیت میں کامیاب ہو گا جو خدا تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو گا۔ مگر دنیاوی کامیابی اور شان و شوکت بھی اسی سے وابستہ ہے۔ کامیابی کے معنی کیا ہیں کہ روکیں اور مشکلات راستہ سے دور ہو جائیں اور روکیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو انسانوں کی طرف سے ظاہری طور پر آتی ہیں۔ اور دوسری روحانی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اب جو شخص خدا کے لئے سب کچھ چھوڑ کر نماز کے لئے آتا ہے۔ اس کے لئے خدا تو روکیں نہیں ڈالے گا کیونکہ جب کوئی خدا کے لئے آتا ہے۔ تو اس کے راستہ میں خدا روکیں نہیں ڈالتا۔ بلکہ روکوں کو دور کرتا ہے۔

دوسری کامیابی کے راستہ میں روکیں ڈالنے والی چیز انسان ہیں۔ لیکن اگر دشمن دوست بن جائیں۔ تو وہ بھی روکیں نہیں ڈالتے۔ دیکھو ماں باپ بچوں کے کیسے ہمدرد ہوتے ہیں ان کی تربیت کرتے ہیں۔ ان کو پڑھاتے ہیں۔ ان پر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ خود فاقے اٹھاتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کے دلوں میں بچوں کی محبت ہوتی ہے۔ وہ چونکہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے ترقی کریں۔ اس لئے وہ ان کے راستہ میں روکیں نہیں ڈالتے۔ بلکہ ان کی مدد کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر تمام بنی نوع انسان دوست بن جائیں۔ تو ان کی طرف سے بھی روکیں حائل نہ ہوں گی۔ بلکہ وہ مدد گار ثابت ہوں گے تو فرمایا یہ نماز باجماعت کا نتیجہ ہو گا۔

اب سوال یہ ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنے سے یہ کیونکر ہو جائے گا اس کے لئے یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نماز باجماعت سے یہ بتاتا ہے کہ جو کام مل کر ہو سکتے ہیں۔ وہ علیحدہ نہیں ہو سکتے اگر نماز سے صرف خدا تعالیٰ کا نام ہی لینا مقصود ہے تو یہ گھر میں بھی لیا جا سکتا ہے۔ کیا مسجد میں آکر دو دفعہ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اور اگر گھر میں ایک دفعہ یا مسجد میں آکر لمبے سجدے کئے جاتے ہیں اگر کوئی ایسا کرتا ہے یعنی مسجد میں لوگوں کو دکھانے کے لئے لمبے سجدے کرتا ہے تو یہ اس کی ریا کی نماز ہو گی اور اس کے منہ پر ماری جائے گی پھر کیا وجہ ہے کہ مسجد میں آنے کا حکم دیا گیا اس لئے کہ مل کر کام کیا جائے اور یہی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ دیکھو جب ایک فوج کو کوچ کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس میں بعض کا قدم لمبا ہوتا ہے اور بعض کا چھوٹا لیکن مارچ کے لئے ایک خاص اندازہ رکھا جاتا ہے اور سب کو ایک چال پر چلایا جاتا ہے جس سے تیز چلنے والا اپنی تیزی کو روک کر باقیوں کے ساتھ چلتا ہے اور آہستہ چلنے والا تیزی اختیار کر کے دوسروں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس طرح سب مل کر چلتے ہیں۔ اسی

طرح نماز ادا کرنے میں کئی ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا دل چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھیں اور کوئی ایسے ہوتے ہیں۔ جو چھوٹی نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن جماعت کے ساتھ سب کو سب کے ساتھ مل کر نماز پڑھنی پڑتی ہے اوراس سے آپس میں اتحاد پیدا ہوتا ہے اسی کی طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے کہ صفیں سیدھی کرو۔ ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔[1]

تو نماز باجماعت سے یہ بتایا کہ جو چیز ادنیٰ ہو۔ مل کر کام کرنے سے وہ بھی اعلیٰ نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ اور نماز باجماعت سے اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جب اتفاق و اتحاد مضبوط ہو جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اور لوگ بھی آ کر ہمارے ساتھ شامل ہونے لگتے ہیں۔ اس کی مثال اس برف کے ٹکڑے کی طرح ہوتی ہیں۔ جو پہاڑ سے گرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ اور برف راستہ میں شامل ہوتی جاتی ہے۔ حتّٰی کہ وہ اتنا بڑا بن جاتا ہے کہ پہاڑ کے دامن کے بعض گاؤں کو تباہ کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ وہ اتنا بڑا ہو گیا ہے کہ سو سو گاؤں کو دبا کر لے گیا ہے۔ حالانکہ پہلے وہ ایک گیند جتنا ہوتا ہے لیکن گرتے گرتے اور برف کو اپنے ساتھ ملا کر بہت بڑا بن جاتا ہے قاعدہ یہ ہے کہ جتنا زیادہ اتحاد ہو۔ اتنا ہی زیادہ دوسری چیزوں کو کشش کرتا ہے۔ اس لئے جتنا ہم میں زیادہ اتحاد پیدا ہو گا اتنے ہی زیادہ لوگ ہماری طرف کھنچے چلے جائیں گے۔

لکھا ہے جب ریل چل رہی ہو تو ساتھ چلنے والا بھی اس کے قریب ہوتا جاتا ہے کیونکہ اس کی رفتار کی کشش کھینچتی جاتی ہے۔ اس طرح جو قومیں متحد ہوتی ہیں' کرتی ہیں۔ ان میں کشش ہوتی ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو کھینچنا شروع کر دیتی ہیں۔ تو فرمایا! جب متحد ہو جاؤ گے اور اپنے کاموں کو چھوڑ کر نماز باجماعت پڑھو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے کیونکہ اس طرح جمع ہونے سے خدا تعالیٰ کا جلال روشن ہو گا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہاری مخالفت کم ہوتی جائے گی اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

نماز میں یہ بہت بڑا سبق ہے اور اذان اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مگر افسوس کہ بہت لوگ اس کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔ کئی جگہ سے نماز باجماعت نہ پڑھنے کی شکایات آتی ہیں کسی جگہ کوئی شخص اس لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتا کہ امام صاحب سے اس کی لڑائی ہوتی ہے۔ لیکن اذان میں تو موذن یہی کہتا ہے کہ خواہ کچھ ہو۔ نماز باجماعت کے لئے آؤ کیونکہ اگر تم لڑائیوں اور جھگڑوں کی وجہ سے مسجدوں میں آنا چھوڑ دو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم نہ ہو گی۔ اور جب توحید قائم نہ ہو گی۔ تو تم کامیاب بھی نہ ہو گے۔

ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ اذان کی حکمت سے سبق سیکھیں اور سمجھیں کہ دوبارہ جو اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ یہ تکرار کے لئے نہیں بلکہ یہ نتیجہ ہے نماز با جماعت کا جو بیان کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح توحید پھیلے گی اور جب توحید پھیلے گی۔ تو ترقی اور کامیابی حاصل ہو گی اور اگر لوگ اس میں سست ہوں گے تو ان کے لئے تباہی اور بربادی ہو گی۔ ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ خواہ مسجد کا امام اس کا دشمن ہو تو بھی جائے اور یہ سمجھے کہ میں خدا کے لئے جاتا ہوں تاکہ اس کی توحید پھیلے اور اس کی بڑائی کا ذکر بلند ہو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

میں نے بارہا کہا ہے کہ نماز باجماعت نہایت ضروری ہے لیکن ابھی تک بہت جگہ سستی پائی جاتی ہے۔ خوب اچھی طرح سن لو۔ جب تک یہ سستی دور نہ ہو گی۔ کامیابی نہ ہو گی۔

بہت لوگ پوچھتے ہیں کہ ہماری ترقی کب ہو گی میں کہتا ہوں۔ خدا کے نبی نے جن الفاظ کو ترقی کے گر کے طور پر رکھا ہے۔ گو یہ الفاظ آپ کو نہیں بتائے گئے۔ لیکن آپ کے لئے اور کو سکھائے گئے۔ مگر چونکہ آپ ہی نے ان کو مقرر کیا ہے۔ اس لئے آپ ہی کے ہیں۔ ان میں ترقی کا گر نماز باجماعت کی پابندی بتایا گیا ہے۔ جب تک اس گر پر عمل نہ ہو گا۔ ترقی نہ ہو گی۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیوں ہماری جلد جلد ترقی نہیں ہوتی۔ وہ اپنے نفس کو الزام دیں۔ جو نماز با جماعت کی پابندی نہیں کرتا۔ اور اپنی اس سستی اور کوتاہی کو دور کریں۔ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ اسلام کے احکام پر عمل کرنے والی ہو۔ اسلام کے مطابق ہمارے عمل ہوں اور ہمارا کھانا پینا' اٹھنا بیٹھنا' چلنا پھرنا' خلوت و جلوت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو جائے۔

ایک دوست شیر زمان صاحب نائب تحصیلدار جو ایک عرصہ سے بیمار تھے۔ اور بہت مخلص تھے۔ ایسی جگہ رہتے تھے جہاں ایک بھی احمدی نہ تھا۔ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ انہیں فوت ہوئے ایک ماہ کے قریب عرصہ ہو گیا۔ میرا خیال تھا۔ میں نے ان کا جنازہ پڑھا دیا ہے۔ مگر اب معلوم ہوا ہے نہیں پڑھایا اس لئے آج پڑھاؤں گا۔ اسی طرح ایک عورت بھی ایسی جگہ فوت ہو گئی ہے جہاں احمدی نہ تھے۔ اس کا بھی جنازہ پڑھوں گا۔

(الفضل ۱۱ جولائی ۱۹۲۴ء)

؎۱ بخاری کتاب الصلوۃ باب تسویۃ الصفوف